اتباع الرسول الصریح المعقول

اتباعِ رسول ﷺ

شیخ الاسلام امام ابنِ تیمیہ رحمہ اللہ

۶۶۱—۷۲۸ھ —— ۱۲۶۳—۱۳۲۸ء

ناشر

سلفیہ مسلم ایجوکیشنل اینڈ ریسرچ ٹرسٹ جموں و کشمیر

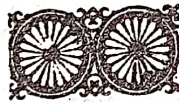
جمعیۃ منزل، بربرشاہ، سری نگر۔ ۱۹۰۰۱

اتباع الرسول بصریح المعقول

اتباعِ رسول ﷺ



شیخ الاسلام امام ابنِ تیمیہ رحمہ اللہ



ترجمہ

عبد الرحمٰن عزیز



سلفیہ مسلم ایجوکیشنل اینڈ ریسرچ ٹرسٹ جموں و کشمیر

جمعیتہ منزل بربرشاہ، سری نگر۔ ۱۹۰۰۰۱ (کشمیر)

مفت برائے تقسیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ایک دردمندانہ گزارش

آج الحاد اور خدا فراموشی کا ایک پرفتن دور ہے روحانی اور اخلاقی قدروں کو پامال کیا جارہا ہے۔ انسان جو اشرف المخلوق تھا ارذل المخلوق بنا ہے۔ زن، زر اور زمین کے لالچ نے انسان کو انسان کا شکاری بنادیا ہے۔ ایٹم بموں میزائلوں اور کیمیاوی ہتھیاروں کے موجدوں نے خون انسانی کو ارزاں کردیا ہے۔ اس پر تعجب کی بات یہ کہ یہی الحاد پسند اور سفاک دنیا کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کے لئے یہ کہتے پھرتے ہیں کہ دنیا میں کوئی جھگڑا، نزاع اور اختلاف ہے تو وہ صرف مذہب کی وجہ سے ہے اس لئے مذہب کو دنیا سے ختم کیا جانا ضروری ہے اس مکروہ پروپیگنڈے کا سب سے بڑا ہدف و نشانہ اسلام کو بنایا جارہا ہے اس اسلام کو جو پوری انسانیت کے لئے امن و سلامتی کا پیغامبر ہے جس اسلام کا پیغمبر رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جس نے اس ٹریجڈی کے علاوہ دوسری الم انگیز بات یہ ہے کہ مسلمان اپنے دین و مذہب سے بے اعتنائی برت رہا ہے۔ سنت رسول اللہ جس پر اسلام کی پوری عمارت کھڑی ہے سے انحراف کررہا ہے۔ خصوصاً ہماری نئی نسل جو جدید تعلیم سے آراستہ ہورہی ہے لادینی افکار و نظریات سے متاثر ہوکر ننگ اسلام بن رہی ہے۔ ایسے حالات میں قرآن و سنت کی تعلیمات کو عام کرنے کی کس درجہ ضرورت ہے محتاج بیان نہیں۔ سلفیہ مسلم ایجوکیشنل اینڈ ریسرچ ٹرسٹ کا قیام اسی لئے عمل میں لایا گیا ہے تا کہ اس کے ذریعہ ایسا لٹریچر فراہم کیا جائے جو نہ صرف مسلمانوں کے لئے بلکہ پوری انسانیت کیلئے باعث ہدایت و رحمت ہو۔ خالق و مخلوق کے تعلقات کو استوار کرکے الحاد و زندقہ شرکیات و بدعات ظلم و ناانصافی، فحاشی و عریانی اور دوسری برائیوں کے زہر کو زائل کرنے میں موثر ثابت ہو۔ حق تعالیٰ شانہ ہمیں اس نیک مقصد میں کامیابی عطا فرمائے۔

سلفیہ مسلم ایجوکیشنل اینڈ ریسرچ ٹرسٹ جموں و کشمیر
جمعیۃ منزل، بربرشاہ سری نگر ۱۹۰۰۰۱ کشمیر

امام الہند مولانا ابوالکلام آزادؒ نے فرمایا:

سچ تو یہ ہے کہ متاخرین میں یہ فضیلت اللہ تعالیٰ نے صرف حضرت شیخ الاسلام امام ابنِ تیمیہؒ اور ان کے ارشد تلامذہ میں علامہ ابنِ قیمؒ کے لیے مخصوص کر دی تھی کہ حقائق و معارف کتاب و سنت کے جمالِ حقیقی کو بے نقاب کر دیں موجودہ زمانے میں سب سے بڑا خوش نصیب انسان وہ ہے جس کے دل کو اللہ تعالیٰ ان مصلحینِ حقیقی کے فہم و درس کے لیے کھول دے کہ ان کا نورِ علم مشکوٰۃ نبوت سے براہِ راست ماخوذ تھا۔

(تفسیر سورہ تین)



فہرست مضامین

عنوانات

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَاَشْہَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْہَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تَسْلِیْمًا کَثِیْرًا ۔ اَمَّا بَعْدُ

اتباعِ رسولؐ کی اہمیت

انسانوں اور جنّوں کے ہر عاقل اور بالغ کے لئے اس بات کا اقرار کرنا ضروری ہے: "اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں"۔ اللہ تعالےٰ نے آپؐ کو ہدایت اور دینِ حق دے کر بھیجا تاکہ وہ جملہ مذاہب پر اسے غالب کردے، وَکَفٰی بِاللّٰہِ شَہِیْدًا۔ سرورِ عالم صلے اللہ علیہ وسلم جملہ مخلوقات کی طرف رسول بنا کر بھیجے گئے ہیں۔

خواہ وہ انسان ہوں یا جن، عربی ہوں یا عجمی، ایرانی ہوں یا ہندی، بربر ہوں یا رومی، گورے ہوں یا کالے، چاہے وہ دنیا کے کسی گوشے میں آباد ہوں اور عربی کے علاوہ ان کی کوئی سی زبان ہو۔

آپؐ کی رسالت جن وانس کے ہر فرد کے لئے ہے، چاہے وہ اہلِ کتاب ہو، یا غیر اہلِ کتاب، تمام دینی امور خواہ ظاہری ہوں یا باطنی، عقائد سے متعلق ہوں یا حقائق سے، طریقت سے متعلق ہوں یا شریعت سے ان سب کی وضاحت کا حق صرف آپؐ کی ذات کو ہے۔

آپؐ کی وضاحت کے بغیر کوئی عقیدہ، طریقت اور حقیقت کا کوئی عقدہ اور شریعت کا کوئی مسئلہ حل نہیں ہو سکتا، آپؐ کی پیروی کے بغیر نہ تو کوئی اللہ کا مقرب ہو سکتا ہے اور نہ ہی جنت کا مستحق ہو کر عزت و شرف کا سزاوار ہو سکتا ہے ہر شخص کے لئے اقوال و اعمال اور حقائق و احوال میں ظاہری اور باطنی طور پر آپؐ کی پیروی لازمی ہے۔ اللہ کا ولی اور محبوب وہی ہو سکتا ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا پیروکار ہو، جن غیبی امور کی آپؐ نے اطلاع دی ہے ان کو سچا سمجھے، مخلوق پر جو باتیں فرض ہیں ان کی پابندی کرے اور جن سے آپؐ نے منع فرمایا ہے ان سے احتراز کرے۔

لیکن جس کا عمل اس کے برعکس ہو، ظاہری اعمال جو اعضاء انسانی سے سرزد ہوتے ہیں، یا باطنی اعمال جو دل و ضمیر سے تعلق رکھتے ہیں، ان سب میں اگر وہ اسوۂ رسولؐ کا مخالف ہو، تو وہ مومن نہیں ہو سکتا، کجا کہ اسے بزرگ اور ولی اللہ سمجھا جائے اگرچہ اس سے کیسے ہی خلافِ عادت امور ظاہر ہوں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اگر

کوئی اللہ کے احکام میں سے کسی حکم کا تارک ہے یا ان باتوں پر عمل پیرا ہے جن سے اللہ تعالےٰ نے منع فرمایا ہے یا وہ نماز نہیں پڑھتا یا طہارت اور پاکیزگی اختیار نہیں کرتا تو ایسے شخص سے اگر خلاف عادت باتیں ظاہر بھی ہوں توان کو کرامت نہیں سمجھا جائیگا بلکہ انہیں احوالِ شیطانیہ خیال کیا جائیگا جن کی وجہ سے انسان اللہ کی بارگاہ سے دُور ہو جاتا ہے اور اس کی ناخوشی اور عذاب سے قریب ہو جاتا ہے۔

غیر مکلّف یا مرفوعُ القلم

جن لوگوں سے بالغ نہ ہونے یا مسلوب العقل ہونے کی وجہ سے ایسے افعال سرزد ہوں تو وہ مرفوع القلم ہیں انھیں عذاب نہیں ہوگا لیکن ایمان اور تقوےٰ سے محروم ہونے کی بنا پر وہ اولیاء اللہ میں شمار نہیں ہونگے۔ یہ لوگ اپنے آباؤ اجداد کے مسلمان ہونے کی بدولت مسلمان تصوّر کئے جائیں گے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَاتَّبَعَتْھُمْ ذُرِّیَّتُھُمْ بِاِیْمَانٍ اَلْحَقْنَا بِھِمْ ذُرِّیَّتَھُمْ وَمَآ اَلَتْنٰھُمْ مِّنْ عَمَلِھِمْ مِّنْ شَیْءٍ کُلُّ امْرِیٍٔ بِمَا کَسَبَ رَھِیْنٌ (الطور ۲۰)

جو لوگ ایمان لائے ہیں اور ان کی اولاد بھی کسی درجہ ایمان میں انکے نقش قدم پر چلی ہے، ان کی اس اولاد کو بھی ہم (جنت میں) ان کے ساتھ ملا دیں گے اور ان کے عمل میں کوئی گھاٹا ان کو نہ دینگے ہر شخص اپنے کسب کے عوض رہن ہے۔

اللہ کا ولی کون ہو سکتا ہے؟

ایسے لوگ چونکہ نعمت عقل سے بے بہرہ ہیں اسلئے ان کے قلوب ایمان کے حقائق اور ولایت کے معارف سے خالی ہوتے ہیں، کیونکہ ان باتوں کے لئے عقل ضروری ہے، معرفت، یقین اور

ہدایت اس شخص کے دل میں جگہ نہیں پاسکتی جو عقل سے خالی ہو، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ (مجادلہ)

تم میں سے جو لوگ ایمان رکھنے والے ہیں اور جن کو علم بخشا گیا ہے اللہ ان کو بلند درجے عطا فرمائیگا

مسلوب العقل سے اگرچہ اللہ تعالیٰ آخرت میں مواخذہ نہیں کریگا اور رحم فرمائیگا لیکن وہ اللہ کا ولی اور مقرب بارگاہ بھی نہیں ہو سکتا اور نہ ہی علم کے درجات عالیہ پر فائز ہو سکتا ہے۔

جو شخص یہ اعتقاد رکھتا ہو کہ ایسا شخص ولی یا مقرب ہو سکتا ہے جو فرائض الٰہی کی ادائیگی نہیں کرتا اور نہ ہی حرام کردہ چیزوں سے پرہیز کرتا ہے۔ خواہ وہ صاحب عقل ہو یا مسلوب العقل اور دیوانہ، خواہ اسے مجذوب کہیں یا کسی اور نام سے پکارا جائے، ایسا اعتقاد باطل ہے اور جو شخص اسے صالحین میں شمار کرے اور صاحب درجاتِ عالیہ خیال کرے۔ ایسا اعتقاد رکھنے والا خود کافر ہو جاتا ہے اور دائرہ اسلام سے خارج، اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ کا سچا پیغمبر نہیں سمجھتا، بلکہ تکذیب کرتا ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کی طرف سے یہ پیغام دیا ہے کہ اولیاء اللہ کے درجے پر صرف متقی لوگ ہی فائز ہو سکتے ہیں۔ فرمانِ خداوندی ہے:

اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ (یونس ۶۲-۶۳)

سنو! جو اللہ کے دوست ہیں، جو ایمان لائے اور جنہوں نے تقویٰ کا رویہ اختیار کیا، ان کیلئے کسی خوف اور رنج کا موقع نہیں۔

دوسرے مقام پر ارشاد باری ہے:

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ

لوگو! ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت

مِّنْ ذَكَرٍ وَّ اُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ

(حجرات ۱۳)

سے پیدا کیا اور پھر تمہاری قومیں اور برادریاں بنا دیں تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچانو۔ درحقیقت اللہ کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو تمہارے اندر سب سے زیادہ پرہیزگار ہے

تقویٰ کا مفہوم یہ ہے کہ انسان اپنے دل کو ایمان اور یقین کے نور سے منور کرکے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرے اور اسکی رحمت کا طلب گار رہے اور اس کے عذاب سے ڈر کر اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اور معصیت کو ترک کر دے۔

قربِ الٰہی صرف وہی شخص حاصل کرسکتا ہے جو فرائض کی ادائیگی کرتا ہو اور نوافل میں بھی سبقت کرے۔

جیسا کہ صحیح بخاری کی ایک حدیث قدسی میں ارشاد ہے:

مَا تَقَرَّبَ اِلَيَّ عَبْدِيْ بِمِثْلِ اَدَاءِ مَا افْتَرَضْتُ عَلَيْهِ وَلَا يَزَالُ عَبْدِيْ يَتَقَرَّبُ اِلَيَّ بِالنَّوَافِلِ حَتّٰى اُحِبَّهٗ۔

میرا بندہ جن چیزوں سے میرا تقرب حاصل کرتا ہے ان میں سب سے محبوب چیز وہ فرض ہے جو وہ ادا کرتا ہے اور نوافل سے میرا قرب اتنا حاصل کرتا جاتا ہے کہ میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں۔

نماز کی اہمیت

اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے محبوب عمل اور سب سے بڑا فرض نماز پنجگانہ کا اپنے وقت پر ادا کرنا ہے، قیامت کے دن انسان کے اعمال میں سب سے پہلے اسی کا حساب لیا جائیگا، اسے خود ذات باری تعالیٰ نے بغیر کسی واسطے کے شب معراج میں فرض کیا۔ یہ اسلام کا ایسا ستون ہے جس کے بغیر اس کا قیام ممکن نہیں، فرائض دین میں یہ سب سے زیادہ اہم ہے، خلیفۂ ثانی امیر المومنین

سیدنا عمر فاروقؓ اپنے عُمّال کو لکھا کرتے تھے:

إِنَّ أَهَمَّ أَمْرِكُمْ عِنْدِي الصَّلٰوةُ فَمَنْ حَفِظَهَا وَحَافَظَ عَلَيْهَا حَفِظَ دِينَهُ وَمَنْ ضَيَّعَهَا كَانَ لِمَا سِوَاهَا مِنْ عَمَلِهِ أَشَدُّ إِضَاعَةً۔

میرے نزدیک تمہارا اہم کام نماز ہے جو اس کی پابندی کریگا اس کا دین محفوظ رہے گا اور جو اسے ضائع کر دے گا اس کے تمام اعمال ضائع ہو جائیں گے۔

حدیث صحیح میں ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

بَيْنَ الْعَبْدِ وَبَيْنَ الشِّرْكِ تَرْكُ الصَّلٰوةِ وَقَالَ الْعَهْدُ الَّذِي بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمُ الصَّلٰوةُ فَمَنْ تَرَكَهَا فَقَدْ كَفَرَ۔ (مسلم، احمد، ترمذی)

بندے اور شرک کے درمیان جدائی کرنے والی چیز نماز ہے نیز فرمایا جس نے نماز کو چھوڑ دیا، اس نے وہ حد توڑ ڈالی اور کفر اختیار کر لیا۔

ان دلائل کی بنا پر جو شخص اس بات کا اعتقاد نہ رکھتا ہو کہ نماز ہر صاحب عقل اور بالغ پر فرض ہے اس کے کافر اور مرتد ہونے میں کوئی شبہ نہیں اس بات پر جملہ ائمہ کا اتفاق ہے اگر وہ اس بات کا قائل ہو کہ نماز ایک اچھا عمل ہے اور اللہ تعالےٰ اسے پسند فرماتا ہے اور اسے ادا کرنے والا ثواب کا حقدار ہوگا اگر وہ خود نماز ادا کرتا ہو اور رات کو قیام کرتا ہو اور دن کو روزہ رکھتا ہو، اس کے باوجود نماز کو ہر ایک عاقل بالغ پر فرض نہیں سمجھتا تو وہ بھی کافر و مرتد ہے جب تک وہ اس بات پہ پختہ یقین نہ کر لے کہ یہ حائضہ اور نفاس والی عورت کے سوا ہر عاقل و بالغ پہ فرض ہے

باطل عقیدے

جو شخص اس بات کا قائل ہو کہ بعض عارف اور واصل باللہ اور مقربان بارگاہ ایسے بھی ہیں جن پر نماز واجب نہیں ۔۔۔

یا بعض لوگوں سے نماز اس لئے ساقط ہو گئی ہے کہ وہ بارگاہ خاص میں پہنچ چکے ہیں یا وہ نماز سے بھی زیادہ مصروفیت رکھتے ہیں اس لئے وہ مستغنی ہیں، یا نماز کا مقصد اللہ سے دل کا لگانا ہے اور یہ چیز انہیں بغیر نماز کے حاصل ہے۔

یا انہیں جمعیت مع اللہ کا مقام حاصل ہے اور نماز کی ادائیگی سے اس حالت میں خلل پیدا ہوتا ہے جسے وہ "تفرقہ" کا نام دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ نماز کا مقصد "معرفت" ہے جب یہ حاصل ہو جائے تو نماز کی حاجت نہیں رہتی یا اگر نماز کا مقصد خلاف عادت امور کا ظہور ہے مثلاً ہوا میں اڑنا، پانی پر چلنا۔ یا ہوا سے کسی برتن کا پانی سے بھر دینا یا کسی جگہ کا پانی خشک کر دینا یا زمین کے مدفون خزانے نکال دینا یا دشمنوں کو غیبی طور پر ہلاک کر دینا، جب یہ تمام چیزیں انہیں حاصل ہیں تو انہیں نماز کی ضرورت باقی نہیں۔

کسی شخص کا یہ اعتقاد ہو کہ اللہ کے بعض خاص بندے ایسے ہیں جنہیں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی کی ضرورت نہیں جیسا کہ حضرت خضرؑ کو حضرت موسیٰؑ کی اتباع کی ضرورت نہیں تھی۔

جو شخص ہوا میں پرواز کر سکے یا پانی پر چل سکتا ہو تو وہ اللہ کا ولی ہے چاہے وہ نماز پڑھے یا نہ پڑھے یا اس کا اعتقاد ہو کہ نماز بغیر وضو کے بھی قبول ہو جاتی ہے یا جو مسلوب العقل بدحواس متحیر اشخاص عام طور پر قبرستانوں، مسافر خانوں اور ایسی ہی دوسری جگہوں میں پڑے رہتے ہیں جو نہ وضو کرتے ہیں اور نہ نماز ادا کرتے ہیں انہیں ولی اللہ سمجھتا ہو ایسا شخص باتفاق ائمہ دین کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے اگرچہ وہ اپنے آپ کتنا بڑا عابد اور زاہد بنتا ہو۔

عیسائی راہب اور ان کا زہد و تقویٰ: عیسائیوں کے راہب ان سے زیادہ زاہد اور عابد تھے اور وہ اکثر تعلیماتِ پیغمبرؐ کو مانتے تھے ان میں سے اکثر رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے پیروکاروں کی تعظیم واحترام کرتے تھے لیکن وہ شریعت کی جملہ تعلیمات کو نہیں مانتے تھے، بعض پر ایمان رکھتے تھے اور بعض کا انکار کرتے تھے۔ اسی وجہ سے انہیں کافر شمار کیا گیا۔

اللہ تعالےٰ کا فرمان ہے:

اِنَّ الَّذِیْنَ یَکْفُرُوْنَ بِاللّٰہِ وَرُسُلِہٖ وَیُرِیْدُوْنَ اَنْ یُّفَرِّقُوْا بَیْنَ اللّٰہِ وَرُسُلِہٖ وَیَقُوْلُوْنَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَّنَکْفُرُ بِبَعْضٍ وَّیُرِیْدُوْنَ اَنْ یَّتَّخِذُوْا بَیْنَ ذٰلِکَ سَبِیْلًا اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْکٰفِرُوْنَ حَقًّا وَاَعْتَدْنَا لِلْکٰفِرِیْنَ عَذَابًا مُّھِیْنًا وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰہِ وَرُسُلِہٖ وَلَمْ یُفَرِّقُوْا بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْھُمْ اُولٰٓئِکَ سَوْفَ یُؤْتِیْھِمْ اُجُوْرَھُمْ وَکَانَ اللّٰہُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا (النساء ۱۵۱-۱۵۲)

جو لوگ اللہ اور اس کے رسولوں سے کفر کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ اللہ اور اسکے رسولوں کے درمیان تفریق کریں اور کہتے ہیں ہم کسی کو مانیں گے اور کسی کو نہ مانیں گے اور کفر و ایمان کے بیچ میں ایک راہ نکالنے کا ارادہ رکھتے ہیں وہ سب پکے کافر ہیں اور ایسے کافروں کے لئے ہم نے وہ سزا مہیا کر رکھی ہے جو ذلیل و خوار کر دینے والی ہوگی، بخلاف اس کے جو لوگ اللہ اور اسکے تمام رسولوں کو مانیں اور ان کے درمیان تفریق نہ کریں، ان کو ہم ضرور ان کے اجر عطا کریں گے اور اللہ بڑا درگزر فرمانے والا اور رحم کرنے والا ہے

عقل کے بغیر کوئی عمل مقبول نہیں

جو شخص مسلوب العقل یا دیوانہ ہو وہ زیادہ سے زیادہ مرفوع القلم ہو سکتا ہے، اس کے خلافِ شرع اعمال پر کوئی مؤاخذہ نہ ہوگا لیکن وہ دولتِ ایمان سے محروم ہوگا اس کی نماز، روزہ اور دیگر اعمال صحیح نہ ہوں گے کیونکہ اعمال کی صحت کے لئے عقل کا ہونا نہایت ضروری ہے اور جو عقل سے محروم ہے اس کی کوئی عبادت، فرائض اور نوافل مقبول نہیں اور ایسا شخص کبھی ولی اللہ نہیں ہو سکتا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی النُّهٰی (طٰہٰ ۵۴)

یقیناً اس میں بہت سی نشانیاں ہیں عقل رکھنے والوں کے لئے۔

دوسری جگہ ارشاد ہے:

هَلْ فِیْ ذٰلِكَ قَسَمٌ لِّذِیْ حِجْرٍ (فجر ۵)

کیا اس میں کسی صاحبِ عقل کے لئے کوئی قسم ہے۔

وَاتَّقُوْنِ یٰۤاُولِی الْاَلْبَابِ (بقرہ ۱۹۷)

پس اے ہوشمندو! میری نافرمانی سے پرہیز کرو۔

اِنَّ شَرَّ الدَّوَآبِّ عِنْدَ اللّٰهِ الصُّمُّ الْبُكْمُ الَّذِیْنَ لَا یَعْقِلُوْنَ (انفال ۲۲)

یقیناً اللہ کے نزدیک بدترین قسم کے جانور وہ بہرے گونگے لوگ ہیں جو عقل سے کام نہیں لیتے۔

اِنَّاۤ اَنْزَلْنٰهُ قُرْءٰنًا عَرَبِیًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ۔ (یوسف ۲)

ہم نے اسے نازل کیا ہے قرآن بنا کر عربی زبان میں تاکہ تم (اہلِ عرب) اسکو اچھی طرح سمجھ سکو

اللہ تعالےٰ نے عقل کی مدح وثنا کی ہے، اور عقل سے بے بہرہ لوگوں کو کہیں بھی کسی تعریف اور ثنا کا سزاوار نہیں سمجھا بلکہ اللہ تعالےٰ نے دوزخ والوں کی زبان سے نقل فرمایا ہے:

وَقَالُوا لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ أَوْ نَعْقِلُ مَا كُنَّا فِي أَصْحَابِ السَّعِيرِ (ملک ۱۰)

کاش ہم سنتے یا سمجھتے تو آج اس بھڑکتی ہوئی آگ کے سزاواروں میں نہ شامل ہوتے۔

دوسری جگہ ارشاد ہے:

وَلَقَدْ ذَرَأْنَا لِجَهَنَّمَ كَثِيرًا مِّنَ الْجِنِّ وَالْإِنسِ لَهُمْ قُلُوبٌ لَّا يَفْقَهُونَ بِهَا، وَلَهُمْ أَعْيُنٌ لَّا يُبْصِرُونَ بِهَا وَلَهُمْ آذَانٌ لَّا يَسْمَعُونَ بِهَا أُولَٰئِكَ كَالْأَنْعَامِ بَلْ هُمْ أَضَلُّ أُولَٰئِكَ هُمُ الْغَافِلُونَ۔

(اعراف ۱۷۹)

اور یہ حقیقت ہے کہ بہت سے جن اور انسان ایسے ہیں جن کو ہم نے جہنم ہی کے لئے پیدا کیا ہے، انکے پاس دل ہیں مگر وہ ان سے سوچتے نہیں ان کے پاس آنکھیں ہیں مگر وہ ان سے دیکھتے نہیں ان کے پاس کان ہیں مگر وہ اُن سے سنتے نہیں، وہ جانوروں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بھی گئے گزرے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو غفلت میں کھوئے گئے ہیں۔

أَمْ تَحْسَبُ أَنَّ أَكْثَرَهُمْ يَسْمَعُونَ أَوْ يَعْقِلُونَ إِنْ هُمْ إِلَّا كَالْأَنْعَامِ بَلْ هُمْ أَضَلُّ سَبِيلًا۔

(الفرقان ۴۴)

کیا تم سمجھتے ہو کہ ان میں سے اکثر لوگ سنتے اور سمجھتے ہیں یہ تو جانوروں کی طرح ہیں، بلکہ ان سے بھی گئے گزرے۔

جو شخص عاقل نہیں اس کے ایمان اور فرائض ونوافل کا کوئی اعتبار نہیں۔

اگر کسی یہودی یا نصرانی پر دیوانگی کی حالت طاری ہو جائے اور اسی حالت میں وہ اسلام قبول کر لے تو ظاہر و باطن میں ایسا شخص مسلمان متصور نہیں ہوگا لیکن جس شخص نے ایمان لانے کے بعد کفر اختیار کیا اور پھر اسے جنون کا عارضہ لاحق ہو گیا۔ ایسا شخص کفار کے حکم میں داخل ہوگا۔ البتہ جو شخص پہلے سے مسلمان ہے اور بعد میں اس پر جنون کی حالت طاری ہو گئی تو وہ سابقہ ایمان کی وجہ سے ثواب کا حق دار ہوگا۔

پیدائشی دیوانہ اور نابالغ بچے

جو شخص پیدائشی دیوانہ وار مسلوب العقل ہے اور اس کی یہی حالت مرتے دم تک قائم رہی تو اسے مسلمان یا کافر کچھ بھی نہیں کہیں گے بلکہ اس کا حکم نابالغ بچے کا ہے جو اپنے ماں باپ کی موافقت میں مسلمان متصور ہوگا، اس کی ماں کے مسلمان ہونے کی صورت میں بھی جمہور علماء مثلاً امام ابو حنیفہؒ امام شافعیؒ اور امام احمد رحمہم اللہ کے قول کے مطابق وہ ماں کی موافقت میں مسلمان شمار ہوگا۔ جو مجنون دارالاسلام میں پیدا ہوا اُسے بھی اس کے مسلمان ماں باپ یا اہلِ اسلام کی وجہ سے مسلمان تصور کیا جائیگا، نابالغ بچوں کا بھی یہی حکم ہے، اس کی وجہ یہ نہیں ہے کہ ان میں درحقیقت ایمان کی صفت موجود ہے بلکہ نابالغ بچے اور دیوانے والدین کی موافقت میں مسلمان شمار کئے جاتے ہیں اور یہ اسلام کسی خاص اہمیت کا حامل نہیں اور نہ ہی وہ اس وجہ سے اولیاء اللہ اور متقی لوگوں کے زمرے میں داخل سمجھے جا سکتے ہیں جو فرائض و نوافل سے بارگاہ خداوندی کے قرب کی تلاش میں رہتے ہیں۔

لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوۃَ وَاَنْتُمْ سُکَارٰی کی تفسیر

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوۃَ وَاَنْتُمْ سُکَارٰی حَتّٰی تَعْلَمُوْا مَا تَقُوْلُوْنَ وَلَا جُنُبًا اِلَّا عَابِرِیْ سَبِیْلٍ حَتّٰی تَغْتَسِلُوْا۔ (النساء ۴۳)

اے ایمان والو! جب تم نشے کی حالت میں ہو تو نماز کے قریب نہ جاؤ، نماز اس وقت پڑھنی چاہیے، جب تم جانو کہ کیا کہہ رہے ہو اور اسی طرح جنابت کی حالت میں بھی نماز کے قریب نہ جاؤ جب تک کہ غسل نہ کرلو الا یہ کہ راستے سے گزرتے ہو۔

مندرجہ بالا آیت میں اللہ عزوجل نے بے ہوشی کی حالت میں ادائیگی نماز سے منع فرمایا ہے جبکہ یہ حالت ہو کہ تم جو کچھ منہ سے کہتے ہو اسے سمجھ نہ پاؤ۔

اس بات پر علماء کا اتفاق ہے کہ یہ آیت حرمتِ شراب سے پہلے نازل ہوئی اس کے شانِ نزول میں بیان کیا گیا ہے کہ ایک صحابی نے شراب پی کر لوگوں کو نماز پڑھائی۔ (اس وقت تک شراب حرام نہیں ہوئی تھی) جس سے قرأت میں غلطیاں ہوگئیں جس پر یہ آیت نازل ہوئی (جو ابھی تک حرام نہ ہوئی تھی) صرف اسلئے نماز پڑھنے سے روک دیا ہے کہ انسان جو کچھ کہتا ہے اس کا مطلب نہیں سمجھتا۔ اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ کسی آدمی کی نماز اس وقت تک صحیح نہیں ہے جب تک کہ وہ اپنے ادا کردہ الفاظ کو سمجھتا نہ ہو، جو شخص اپنے الفاظ کو سمجھتا نہ ہو اس کا نماز پڑھنا صحیح نہیں ہو سکتا، اگرچہ اس کی یہ حالت کسی جائز یا ناجائز فعل سے پیدا ہوئی ہو۔

علماء کا اس بات پر بھی اتفاق ہے کہ جس شخص کی عقل کسی وجہ سے زائل ہوگئی

ہو اس کی نماز صحیح نہیں۔ کجا کہ مجنون اور مسلوب العقل کی نماز۔

سکاریٰ کے دوسرے معنی

بعض مفسرین نے حضرت ضحاکؓ سے نقل کیا ہے کہ اس آیت کے یہ معنی ہیں "تم نماز کے قریب مت جاؤ جب تک تم پر نیند کی وجہ سے بے ہوشی کا غلبہ ہو" اگر قائل کا یہ مطلب ہے کہ آیت کے مفہوم میں وہ حالت بھی شامل ہے جو نیند کی وجہ سے پیدا ہو گئی ہے تو ہم بحیثیتِ عمومی اس مطلب کو بھی تسلیم کر لیتے ہیں ورنہ اصل میں آیت کا شانِ نزول تو یہی ظاہر کرتا ہے کہ یہ آیت شراب سے بے ہوش کے حق میں نازل ہوئی ہے، اور لفظ کا واضح مفہوم بھی یہی ہے۔ البتہ دوسرا معنی بھی صحیح ہے۔

صحیحین میں حضورؐ کا ارشادِ گرامی ہے:

اِذَا قَامَ اَحَدُکُمْ یُصَلِّیْ بِاللَّیْلِ فَاسْتَعْجَمَ الْقُرْاٰنُ عَلٰی لِسَانِہٖ فَلْیَرْقُدْ فَاِنَّہٗ لَایَدْرِیْ لَعَلَّہٗ یُرِیْدُ اَنْ یَّسْتَغْفِرَ فَیَسُبُّ نَفْسَہٗ۔ (مشکوٰۃ باب القصد فی العمل)	جب کوئی تم میں سے رات کی نماز پڑھنے لگے اور غلبۂ نیند کی وجہ سے قرآن واضح طور پر نہ پڑھ سکے تو اسے سو جانا چاہئے کیونکہ وہ نہیں جانتا کہ شاید وہ استغفار کرتے کرتے اپنے آپ کو کوسنے لگے۔

دوسری روایت میں ہے:

اِذَا قَامَ یُصَلِّیْ فَنَعَسَ فَلْیَرْقُدْ	جب کوئی نماز پڑھتا ہوا اونگھنے لگے تو اسے سو جانا چاہئے

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جب اونگھ کی حالت میں قرأت کے خلط ملط ہونے کا خدشہ ہو تو نماز نہیں پڑھنی چاہئے۔ اسی بنا پر فقہاء نے استدلال کیا ہے کہ اونگھ

سے وضو نہیں جاتا اگر ایسا ہوتا تو وضو کے ٹوٹنے سے اسے نماز چھوڑنا پڑتی یا اسے دوبارہ وضو کرنا پڑتا۔" نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلّم نے اس کی یہ وجہ ارشاد فرمائی: "وہ نہیں جانتا کہ شاید وہ استغفار کرتے کرتے اپنے آپ کو کوسنے لگے" معلوم ہوا کہ اونگھ سے وضو نہیں جاتا اور نماز چھوڑنے کا حکم اس وجہ سے ہے کہ وہ جو کچھ کہتا ہے اسے سمجھتا نہیں ہے۔

زیادہ وسیع معنوں میں اس کا مطلب یہ ہے کہ حضورؐ نے ایسی حالت میں نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے جب کہ کھانا سامنے موجود ہو یا رفع حاجت کا تقاضا اسے مجبور کر رہا ہو ایسی حالت میں انسان کا حضورِ قلب نہیں ہوتا۔ ابوالدرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سمجھدار انسان پہلے اپنی ضروریات سے فارغ ہوتا ہے اس کے بعد نماز کی طرف متوجہ ہوتا ہے جب کہ اس کا دل ہر طرح فارغ ہوتا ہے۔

اگر انسان کی عقل کسی جائز ذریعہ سے بھی زائل ہو جائے تو ایسی حالت میں بھی نماز پڑھنا درست نہیں جبکہ وہ اپنی بات کو سمجھ نہ سکتا ہو، مجنون اور مسلوب العقل اور اس شخص کی نماز جو مجذوب یا از خود رفتہ ہو بطریق اولیٰ درست نہیں ہو سکتی۔

افضل عبادت

جب یہ بات معلوم ہو گئی کہ نماز تمام عبادات میں افضل ہے، جیسا کہ صحیحین میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم سے گزارش کی کہ یا رسول اللہ:

أَيُّ الْعَمَلِ أَحَبُّ إِلَى اللهِ قَالَ الصَّلٰوةُ عَلٰى وَقْتِهَا قُلْتُ ثُمَّ أَيٌّ قَالَ بِرُّ الْوَالِدَيْنِ قُلْتُ ثُمَّ أَيٌّ قَالَ الْجِهَادُ قَالَ حَدَّثَنِيْ بِهِنَّ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَوِ اسْتَزَدْتُهٗ لَزَادَنِيْ (بخاری کتاب الجہاد)

کونسا عمل اللہ تعالیٰ کو پسند ہے فرمایا نماز بروقت ادا کرنا پوچھا اسکے بعد فرمایا والدین سے نیک سلوک، پوچھا اس کے بعد فرمایا جہاد فی سبیل اللہ، ان کے سوا اگر میں کچھ اور دریافت کرتا تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بھی اضافہ فرماتے۔

بخاری و مسلم کی ایک دوسری حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

أَفْضَلُ الْأَعْمَالِ إِيْمَانٌ بِاللهِ وَجِهَادٌ فِيْ سَبِيْلِهٖ ثُمَّ الْحَجُّ الْمَبْرُوْرُ

سب سے افضل عمل اللہ پر ایمان لانا ہے اور اسکے راہ میں جہاد کرنا اس کے بعد حج مقبول کا درجہ ہے۔

بظاہر یہ دونوں حدیثیں آپس میں مخالف معلوم ہوتی ہیں لیکن درحقیقت کوئی مخالفت نہیں کیونکہ نماز اللہ پر ایمان رکھنے کے معنی میں داخل ہے، جیسا کہ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے:

وَمَا كَانَ اللهُ لِيُضِيْعَ إِيْمَانَكُمْ (البقرہ ۱۴۳) اللہ تمہارے اس ایمان کو ہرگز ضائع نہ کرے گا۔

براء بن عازب رضی اللہ عنہ و دیگر سلف کا قول ہے کہ تحویل قبلہ سے پہلے بیت المقدس کی طرف منہ کر کے پڑھی گئی نمازوں کا اجر و ثواب ضائع نہ ہوگا۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ ایمان اور نماز کی آپس میں بے حد مناسبت ہے، ایمان کی طرح نماز میں بھی کوئی دوسرے کا نائب نہیں ہو سکتا۔

کوئی شخص کسی دوسرے کے بجائے فریضہ نماز ادا نہیں کر سکتا اگرچہ وہ کتنا ہی معذور ہو اسی طرح کوئی شخص کسی دوسرے کی جانب سے ایمان نہیں لا سکتا، جس طرح ایمان کسی حالت میں کسی شخص کے ذمہ سے ساقط نہیں ہوتا۔ اسی طرح نماز بھی ساقط نہیں ہوتی

جب تک عقل اس کے ساتھ ہو اور وہ نماز کے بعض افعال بجا لانے کی طاقت رکھتا ہو، اگر وہ نماز کا کوئی فعل بھی ادا نہ کر سکتا ہو اور بولنے سے بھی عاجز ہو تو ایسی حالت میں کیا وہ آنکھ کے اشارے سے نماز پڑھے؟ یا دل میں نماز کے افعال واقوال کا استحضار کرے؟ اس بارے میں علماء کے دو قول ہیں۔ مشہور قول یہ ہے کہ نماز کے ساقط ہونے کا خیال شرعاً درست نہیں۔

مسلوب العقل کے عذاب وثواب کا حکم

جب اس بات کی وضاحت ہو گئی کہ مسلوب العقل شخص نماز اور دوسرے اعمال صالحہ سے محروم ہے، عقل کے نہ ہونے کی وجہ سے اسکے فرائض ونوافل درست نہیں۔ ایسا شخص "ولایت" کے درجہ پر نہیں پہنچ سکتا کیونکہ ولایت درحقیقت ایمان اور تقویٰ کی حالت میں فرائض اور نوافل کی بجا آوری ہے لیکن اگر وہ مسلوب العقل ہے تو بچوں اور چوپایوں کی طرح مرفوع القلم ہے آخرت میں اس سے مؤاخذہ نہ ہوگا اگر وہ عقل کے سلب ہونے سے پہلے فرائض ونوافل کی ادائیگی اور اعمال صالحہ کی کوشش کرتا تھا تو اسے ان اعمال کا ثواب ملے گا اور وہ "ولایت" کا حقدار ہوگا اور دیوانگی کی وجہ سے اس کا یہ مرتبہ زائل نہ ہوگا اور موت بھی اسے زائل نہ کر سکے گی۔

مرتد ہونے سے سابقہ نیک اعمال ضائع ہو جاتے ہیں

اگر کوئی شخص اسلام سے پھر جاتے تو اسکی تمام سابقہ نیکیاں ضائع ہو جاتی ہیں۔ اس کے علاوہ تمام برائیوں میں کوئی برائی ایسی نہیں جس سے تمام اعمال ضائع ہو جاتے ہوں۔ اسی طرح تمام نیکیوں میں سوائے

توبہ کے کوئی ایسی نیکی نہیں جس کی برکت سے تمام برائیاں مٹ جاتی ہوں۔

مجنون جس قدر نیکیاں عقل کے زائل ہونے سے پہلے کرتا تھا یا افاقہ کی حالت میں کرتا ہے ان کا سلسلہ دیوانگی کی حالت میں منقطع ہوجاتا ہے، دیوانگی اور نیند کی حالت میں اس کی نیکیوں کا ثواب اور غلطیوں کا گناہ نہیں لکھا جاتا کیونکہ ان حالات میں اس کی نیّت صحیح نہیں ہوتی۔

پختہ نیّت، صحیح عمل

حضرت ابی موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ ایک صحیح حدیث میں بیان فرماتے ہیں کہ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِذَا مَرِضَ الْعَبْدُ أَوْ سَافَرَ كُتِبَ لَهُ الْعَمَلُ مَا كَانَ يَعْمَلُ وَهُوَ صَحِيحٌ مُقِيمٌ

جب آدمی بیمار ہوجائے یا سفر اختیار کرے تو اس حالت میں بھی اسے ان نیکیوں کا ثواب ملتا ہے جو وہ تندرست اور مقیم ہونے کی حالت میں کرتا تھا۔

دوسری حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کے حق میں جو غزوۂ تبوک میں کسی صحیح عذر کی وجہ سے شریک نہ ہوسکے تھے ارشاد فرمایا تھا:

إِنَّ بِالْمَدِينَةِ لَرِجَالًا مَا سِرْتُمْ مَسِيرًا وَلَا قَطَعْتُمْ وَادِيًا إِلَّا كَانُوا مَعَكُمْ، قَالُوا: وَهُمْ بِالْمَدِينَةِ؟ قَالَ: وَهُمْ بِالْمَدِينَةِ حَبَسَهُمُ الْعُذْرُ

بے شک مدینہ میں کچھ اشخاص رہ گئے ہیں، جب تم کسی منزل میں ہوتے ہو یا کسی وادی کو طے کرتے ہو تو وہ تمہارے ہمراہ ہوتے ہیں، صحابہ نے گزارش کی کہ مدینہ میں رہتے ہوئے بھی، فرمایا بے شک وہ مدینہ میں ہیں انہیں عذر نے روک رکھا ہے۔

یہ لوگ مجاہد تھے، ان کے دل میں جہاد کا اشتیاق تھا لیکن کمزوری کی وجہ سے قاصر تھے اس لئے ان کو ان کی صحیح نیت کی بنا پر عمل کرنے والوں کے برابر ثواب دیا گیا لیکن جس کی عقل زائل ہو جائے، اس کی نہ تو نیت صحیح رہتی ہے اور نہ ہی عبادت البتہ جن لوگوں کی نیت صحیح تھی انہیں پورا ثواب ملا۔

جو شخص حالتِ جنون سے قبل کافر یا فاسق یا گنہ گار تھا تو جنون اس کے کفر یا فسق کا کفارہ نہیں ہو سکتا، جو شخص حالتِ جنون سے پہلے یہودی یا عیسائی ہو گیا اس کا حشر ان لوگوں کے ساتھ ہو گا اور جو شخص مومن، متقی ہو اور اس کے بعد اسکی عقل زائل ہو گئی وہ اہلِ ایمان کے ساتھ اٹھایا جائیگا۔

کیا زوال عقل بلندی درجات کا سبب بن سکتی ہے

یہ خیال قطعاً غلط ہے کہ زوال عقل کسی کے درجہ میں اضافہ کا سبب ہو سکتی ہے؟ یا اس کے ایمان و تقویٰ میں زیادتی کا باعث بن سکتی ہے، اگرچہ اسے مجنون، دیوانہ مجذوب یا از خود رفتہ کہا جائے، بلکہ عقل کے زائل ہونے سے انسان قبل از جنون کی حالت پر قائم سمجھا جاتا ہے، اسکی حالت میں کمی بیشی نہیں ہوتی، ہاں اگر وہ سابقہ حالت میں متقی اور پرہیزگار تھا، تو وہ مزید ترقی نہیں کر سکتا اگر اس حالت میں کسی غلطی کا مرتکب ہو تو اسکی سزا سے بچ جائے گا۔

لیکن اگر زوال عقل کا باعث کوئی ناجائز عمل ہے، مثلاً شراب یا بھنگ کے استعمال سے عقل زائل ہو گئی، یا کسی گانے کی مجلس میں حاضر ہوا اور اس کے سننے سے اس کی عقل غائب ہو گئی، یا کسی خلاف شرع عبادت میں شریک ہوا اور شیطان نے اس کی

عقل میں تغیّر پیدا کر دیا، ان حالات میں وہ قابلِ مذمت اور مستحق سزا ہوگا کیونکہ اس نے خود اپنے فعل سے اپنی عقل زائل کی ہے۔

ان لوگوں میں بعض ایسے بھی ہوتے ہیں، جو خود شیطانی احوال کی کشش کا ذریعہ ہوتے ہیں۔ اور ایسے کام کرتے ہیں جو شیطان کو پسند ہوتے ہیں اور اس کے بعد وہ ناچتے ہیں جس سے ان کی عقل جاتی رہتی ہے یا وہ خراٹے بھرنے لگتے ہیں اور ان پر شیطانی احوال غالب آجاتے ہیں۔ بہت سے لوگ مصنوعی طور پر اپنے اوپر حالتِ وجد طاری کرتے ہیں جس سے رفتہ رفتہ وہ مسلوب العقل ہو جاتے ہیں۔ ایسے لوگ درحقیقت شیطانی گروہ ہوتے ہیں۔

مصنوعی مجذوب قابل مؤاخذہ ہے

اس بات پر علماء میں اختلاف ہے کہ کیا ایسے لوگ جن سے جنون کی حالت میں ناجائز حرکات سرزد ہوں کیا وہ قابلِ مؤاخذہ ہوں گے یا نہیں؟ امام شافعی اور امام احمد رحمہم اللہ تعالیٰ اور بعض دوسرے ائمہ کرام فرماتے ہیں کہ ان کا معاملہ شراب سے مدہوش ہونے والے کا ہے، بے ہوشی کی حالت میں بھی وہ مکلّف ہوں گے، غیر شرعی افعال کا ارتکاب کرنے پر ان سے مؤاخذہ ہوگا کیونکہ انھوں نے اپنی عقل کو اپنے اختیار سے ناجائز طور پر زائل کیا ہے۔ دوسرا قول یہ ہے کہ ایسا شخص اپنے افعال کا ذمّہ دار نہیں۔ اگر ایسی حالت میں وہ اپنی بیوی کو طلاق دے بیٹھے تو وہ واقع نہ ہوگی لیکن علماء کرام میں سے کوئی بھی اس بات کا قائل نہیں، کہ ایسے لوگوں کا شمار اولیاء اللہ یا مقربان بارگاہ خداوندی میں ہو سکتا ہے۔ جن مسلوب العقل اشخاص کی بعض علماء نے تعریف کی ہے وہ قسم اوّل کے ایسے اشخاص ہیں جن میں جنون سے قبل

تقویٰ اور پاکیزگی تھی، ایسے لوگوں کی یہ علامت ہے کہ جب کبھی انہیں اپنی حالت میں افاقہ ہوتا ہے تو وہ ایمان وتقویٰ کی باتیں کرتے ہیں۔ برخلاف اس کے دوسری قسم کے لوگ افاقہ کی حالت میں مشرکانہ باتیں کرتے ہیں اور حالتِ جنون میں بھی ایسی ہی بکواس کرتے ہیں۔ ایسے لوگ کافر ہوتے ہیں مسلمان نہیں، بعض لوگ ایسی حالت میں اپنی زبان سے مبہم سی عبارتیں نکالتے ہیں یا گاتے بجاتے اور سماع کی مجلسوں میں حاضر ہوتے ہیں اور اپنی زبان سے فارسی، ترکی یا بربری زبان کے الفاظ نکالتے ہیں جن کا کچھ مطلب سمجھ میں نہیں آتا۔ دراصل ایسے لوگوں کی زبان سے شیطان بول رہا ہوتا ہے۔

عقل زائل ہوگئی حال باقی ہے

بعض لوگ ان کے حق میں کہتے ہیں کہ ان لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے عقل اور حال دیا تھا۔ ان کی عقل زائل ہوگئی مگر حال باقی ہے، عقل کے زائل ہونے سے ان کے فرائض ساقط ہوگئے۔

ان لوگوں کا یہ قول: "اللہ تعالےٰ نے ان کو حال دیا تھا" ایک مجمل فقرہ ہے کیونکہ حال کی دو قسمیں ہیں: (۱) حالِ رحمانی (۲) حالِ شیطانی

اگر ان سے کوئی خلافِ عادت کام ظاہر ہو یا کوئی مکاشفہ یا عجیب وغریب تصرّف حاصل ہو تو بعض دفعہ یہ کام ایسے ہوتے ہیں جو ساحروں اور کاہنوں کو حاصل ہوتے ہیں۔ بعض اوقات یہ امور اللہ تعالیٰ کی طرف سے کرامات ہوتے ہیں جو اہلِ ایمان اور تقویٰ کے لئے مخصوص ہوتے ہیں۔

ہاں اگر وہ صحتِ عقل کی حالت میں اہلِ ایمان وتقویٰ تھے تو عقل کے زائل ہونے پر

فرائض خداوندی کی بجا آوری ان سے ساقط ہو جائے گی کیونکہ مکلّف ہونے کے لئے عقل شرط ہے لیکن اگر ان کے یہ احوال شیطانی تھے جو مشرک کافر اور منافقین کے حصّہ میں آتے ہیں۔ تو ایسے لوگ عقل کے زائل ہونے پر بھی اپنی پہلی حالت کفر و فسق پر تصور کئے جائیں گے جس طرح پہلی قسم کے لوگ قبل از جنون کی حالتِ ایمان و تقویٰ پر قائم شمار کئے گئے ہیں اس کی مثال یہ ہے۔

کسی شخص کا سو جانا، مر جانا بے ہوش ہونا اس کے زوالِ عقل سے پہلے کی حالت ایمان و طاعت یا کفر و فسق میں تغیر و تبدل کا موجب نہیں ہوتا۔ زیادہ سے زیادہ یہ ہوگا کہ اس سے شرعی امور کی ذمہ داری ساقط ہو جائے گی اور وہ مرفوع القلم ہوگا اس حالت میں وہ کسی مدح و ستائش کا سزاوار نہ ہوگا اور نہ ہی زوالِ عقل کی وجہ سے وہ اولیاء اللہ کے زمرے میں شمار ہوگا اور نہ ہی اس سے کسی خلافِ عادت کے صدور کو کرامت سمجھا جائیگا بلکہ وہ مرفوع القلم متصور ہوگا جو کسی مدح و ذم کی بات نہیں بلکہ سوئے ہوئے شخص کی حالت اس سے بہتر ہے۔

انبیاء علیہم السّلام پر نیند طاری ہوتی تھی لیکن ان میں کوئی مجنون یا بدحواس نہ تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم کی آنکھیں سو جایا کرتی تھیں لیکن آپ کا دل بیدار رہتا تھا۔ بیماری کی حالت میں آپؐ پر چند مرتبہ غشی طاری ہوئی لیکن جنون سے آپؐ کو محفوظ رکھا گیا۔

سب سے بڑا انسانی نقص

جملہ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسّلام کو اللہ تعالےٰ نے جنون سے محفوظ رکھا ہے کیونکہ نبی نوع انسان کا یہ سب سے بڑا عیب ہے، انسان کی فضیلت اور کمال محض عقل کی بناء پر ہے اور جس طریقے سے بھی عقل انسانی میں فتور واقع ہو سکتا ہو۔ اسے اللہ تعالےٰ نے

حرام قرار دے دیا ہے چنانچہ شراب کی تھوڑی سی مقدار بھی اگرچہ اس سے عقل زائل نہیں ہوتی، حرام قرار دے دی ہے کیونکہ قلیل شراب کا استعمال کثرت نوشی کا ذریعہ ہے جس سے عقل زائل ہو جاتی ہے۔

ان امور پر غور کرنے سے صاف معلوم ہو جاتا ہے کہ جنون، بدحواسی اور زوال عقل کسی طرح بھی اللہ کے قرب کا موجب اور ولایت کا سبب نہیں ہو سکتے جیسا کہ بہت سے گمراہ لوگ خیال کرتے ہیں۔ ایسے ہی کسی شخص نے یہ شعر منظوم کیا ہے:

هُمْ مَعْشَرٌ حَلُّوا النِّظَامَ وَخَرَقُوا السِّيَاجَ فَلَا فَرْضَ لَدَيْهِمْ وَلَا نَفْلُ
مَجَانِيْنَ اِلَّا اَنَّ سِرَّ جُنُوْنِهِمْ عَزِيْزٌ عَلٰى اَبْوَابِهِ يَسْجُدُ الْعَقْلُ

"یہ ایسی جماعت ہے جس نے رسی کھول دی ہے، اور باڑ کو توڑ ڈالا ہے، ان کے پاس کوئی فرض نہیں، اور نہ کوئی نفل یہ دیوانے لوگ ہیں، لیکن ان کی دیوانگی کا راز اتنا عظیم ہے کہ عقل ان کے دروازوں پر سجدہ کرتی ہے۔"

ایسی بات کوئی گمراہ بلکہ کافر ہی زبان پر لا سکتا ہے۔ اسے غالباً اس بات سے مغالطہ ہوا ہے کہ اس نے کسی دیوانے سے کوئی خلاف عادت بات دیکھی حالانکہ اس کا سبب شیطان کا پابند ہونا ہے جس طرح عموماً ساحروں اور کاہنوں کے ساتھ ہوتا ہے۔ اس گمراہ کا خیال ہے کہ جس سے خلاف عادت بات ظاہر ہو وہ اللہ کا ولی و مقرب ہوتا ہے۔ جو ایسی بات کا اعتقاد رکھتا ہو وہ باتفاق کافر ہے۔ یہود و نصاریٰ تو خیر اہل کتاب ہیں، کفار و مشرکین میں سے بھی بعض لوگوں کو مکاشفہ ہوتا ہے اور ان سے خلافِ عادت امور بھی ظاہر ہوتے ہیں۔ اس کی وجہ شیاطین کا تصرف ہے، جو آدمی جتنا زیادہ گمراہ ہوگا شیطان کا قرب اسے اتنا ہی زیادہ حاصل ہوگا۔

ایسے لوگوں کے مکاشفات میں جھوٹ اور بہتان کی آمیزش ہوتی ہے اور ان کے اعمال میں فسق و فجور نمایاں ہوتا ہے۔ جیسا کہ ساحروں اور کاہنوں کا حال ہے۔ اللہ تعالےٰ کا فرمان ہے:

هَلْ أُنَبِّئُكُمْ عَلَىٰ مَنْ تَنَزَّلُ الشَّيَاطِينُ۔ تَنَزَّلُ عَلَىٰ كُلِّ أَفَّاكٍ أَثِيمٍ۔ (الشعراء ۲۲۱-۲۲۲)

لوگو! کیا میں تمہیں بتاؤں کہ شیطان کس پہ اترا کرتے ہیں۔ وہ ہر جعل ساز بدکار پہ اترا کرتے ہیں۔

شیطان کی اعانت جن لوگوں کے ساتھ ہوتی ہے۔ ایسے لوگ یقیناً فاسق و فاجر ہوتے ہیں چاہے وہ فسق کسی بھی قسم کا ہو۔

حدیث صحیح میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم سے ثابت ہے کہ اللہ کے ولی اور مقرب صرف وہی لوگ ہیں جو فرائض و نوافل کی ادائیگی کر کے اللہ کا قرب حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں جو لوگ کسی ایسے شخص کو ولی سمجھتے ہوں، جو فرائض و نوافل کا پابند نہیں وہ لوگ جاہل اور نادان ہیں۔ اس کے علاوہ وہ کافر اور مرتد ہیں۔ اگر وہ کلمہ شہادت کا اقرار کریں تو سمجھ لیجئے کہ وہ لوگ جھوٹے ہیں جن کے حق میں اللہ تعالےٰ نے یہ فرمایا ہے:

إِذَا جَاءَكَ الْمُنَافِقُونَ قَالُوا نَشْهَدُ إِنَّكَ لَرَسُولُ اللَّهِ ۗ وَاللَّهُ يَعْلَمُ إِنَّكَ لَرَسُولُهُ وَاللَّهُ يَشْهَدُ إِنَّ الْمُنَافِقِينَ لَكَاذِبُونَ، اتَّخَذُوا أَيْمَانَهُمْ جُنَّةً فَصَدُّوا عَنْ سَبِيلِ

اے نبی! جب یہ منافق تمہارے پاس آتے ہیں تو کہتے ہیں "ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ ہاں اللہ جانتا ہے کہ تم ضرور اس کے رسول ہو، مگر اللہ گواہی دیتا ہے کہ یہ منافق قطعی جھوٹے ہیں۔ انہوں نے اپنی قسموں کو ڈھال بنا رکھا ہے

اللہِ ؕ اِنَّھُمْ سَآءَ مَا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ذٰلِکَ بِاَنَّھُمْ اٰمَنُوْا ثُمَّ کَفَرُوْا فَطُبِعَ عَلٰی قُلُوْبِھِمْ فَھُمْ لَا یَفْقَھُوْنَ

(منافقون ۱-۳)

اور اس طرح یہ اللہ کے راستے سے خود رکتے اور دنیا کو روکتے ہیں۔ کیسی بُری حرکتیں ہیں جو یہ لوگ کر رہے ہیں۔ یہ سب کچھ اس وجہ سے ہے کہ ان لوگوں نے ایمان لاکر پھر کفر کیا۔ اس لئے انکے دلوں پر مہر لگادی گئی، اب یہ کچھ نہیں سمجھتے،

تارکِ فرائض

صحیح حدیث میں نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلّم کا ارشاد ہے:

مَنْ تَرَکَ ثَلٰثَ جُمَعٍ تَھَاوُنًا مِنْ غَیْرِ عُذْرٍ طَبَعَ اللہُ عَلٰی قَلْبِہٖ۔

(ابوداؤد، نسائی، ترمذی)

جو شخص بغیر کسی جائز عذر کے محض سستی کی وجہ سے متواتر تین نماز جمعہ ترک کردیگا۔ اللہ تعالیٰ اسکے دل پر مہر لگادے گا۔

سمجھ لیجئے جب ایک شخص تین مرتبہ نماز جمعہ کے ترک کرنے سے نفاق کے دائرے میں داخل ہوجاتا ہے۔ حالانکہ وہ ظہر کی نماز پڑھتا ہے، جو شخص نہ ظہر کی نماز پڑھتا ہے اور نہ جمعہ کی، بلکہ وہ سرے سے کوئی فرض اور نفل ادا ہی نہیں کرتا۔ نہ کبھی وضو کرتا ہے اور نہ غسل، کیا ایسا شخص منافق نہ ہوگا! اگر وہ پہلے مومن بھی تھا تو بھی واجبات کے ترک کرنے اور ان کے وجوب کا اعتقاد نہ رکھنے کی بنا پر کافر ہوگیا۔ ایسے شخص کو مومن خیال کرنے والا بھی کافر ہوگا۔ کجا کہ اسے ولی کامل سمجھے۔

منافقین کے حق میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اِسْتَحْوَذَ عَلَیْھِمُ الشَّیْطٰنُ فَاَنْسٰھُمْ

شیطان ان پر مسلط ہوچکا ہے، اور اس نے اللہ کی

ذِكْرَ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ حِزْبُ الشَّيْطٰنِ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ الشَّيْطٰنِ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۔ (مجادلہ ۱۹)

یاد ان کے دل سے بھلا دی ہے وہ شیطان کی پارٹی کے لوگ ہیں، خبردار رہو، شیطان کی پارٹی والے ہی خسارے میں رہنے والے ہیں۔

جناب ابی الدرداء رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس بستی میں کم از کم تین اشخاص رہتے ہوں اور وہ اذان دے کر باجماعت نماز ادا نہیں کریں گے، تو یقیناً وہ شیطان کی جماعت میں سے ہونگے" خیال کیجئے کہ کیا ایسے لوگ شیطان کی جماعت سے ہیں یا اولیاء اللہ سے۔

جو لوگ ترک دنیا کر کے بھوکے پیاسے عبادت و ریاضت کے لئے پہاڑوں کی غاروں اور دور دراز خانقاہوں میں رہتے ہیں یا جو لوگ کوہ لبنان، کوہ فتح یا جبلِ لیسون وغیرہ میں جا کر رہائش رکھتے ہیں اور خلافِ شرع طریق پر چلہ کشی اور ریاضت کرتے ہیں، نہ وہاں پر اذان ہوتی ہے اور نہ ہی باجماعت نماز کی ادائیگی کی جاتی ہے سو وہ اپنے ذوق و وجدان کے مطابق عبادت کرتے ہیں جو اللہ اور اس کے رسولؐ کی تعلیمات کے مطابق نہیں ہوتی اور نہ ہی ان کا مقصد سنت رسول اللہؐ کی پیروی ہوتا ہے جبکہ اللہ تعالےٰ کا فرمان ہے:

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۔ (آل عمران ۳۱)

اے نبیؐ! لوگوں سے کہہ دو کہ اگر تم حقیقت میں اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری پیروی کرو اللہ تم سے محبت کریگا اور تمہاری خطاؤں سے درگزر فرمائیگا وہ بڑا معاف کرنیوالا اور رحیم ہے۔

ایسے اہل بدعت اور گمراہ لوگ شیطانی گروہ ہیں۔ ذکر اولیاء اللہ، جو ان کی ولایت کا

قائل ہو وہ جھوٹا اور کاذب ہے اور صراط مستقیم سے ہٹا ہوا ہے۔

اگر کوئی شخص جانتا ہو کہ یہ لوگ سنت رسول اللہ کے مخالف ہیں اور اس کے باوجود ان کو ولی اللہ سمجھے تو وہ شخص دائرہ اسلام سے خارج ہے، وہ یا تو اللہ کے رسول کو (نعوذ باللہ) جھوٹا سمجھتا ہے یا آپ کی صداقت میں اسے شک ہے یا وہ ضد اور عناد کی وجہ سے یا نفسانی اغراض کی بنا پر مخالفت پہ آمادہ ہے، ایسے تمام لوگ کافر ہیں۔

اگر کوئی شخص رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات سے ناواقف ہے لیکن اس کا عقیدہ یہ ہے کہ جملہ امور ظاہر و باطن میں آپ کی پیروی ہر مسلمان پر فرض ہے اور اس کے علاوہ اللہ کے قرب کا کوئی اور راستہ نہیں اور جہالت کی بنا پہ وہ ان ریاضات و عبادات شیطانیہ کو سنت رسول اللہ کے موافق سمجھتا ہو تو ایسے شخص کو کتاب و سنت کی صحیح تعلیم سے واقف کیا جائے اگر وہ توبہ کر کے اپنی اصلاح کر لے تو بہتر، ورنہ وہ پہلے کی طرح کافر اور خارج از اسلام تصور ہو گا اور اس کی عبادت و زہد اسے اللہ کے عذاب سے نہ بچا سکے گا۔ جیسا کہ یہود کے راہب اور نصاریٰ اور بت پرستوں کے عابدوں اور زاہدوں کو کچھ بھی فائدہ نہیں دیا اگرچہ ان میں اکثر لوگوں سے خلاف عادت امور اور مکاشفات کا ظہور ہوتا تھا، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْأَخْسَرِينَ أَعْمَالًا ۝ الَّذِينَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ يُحْسِنُونَ صُنْعًا

اے محمدؐ! ان سے کہو کیا ہم تمہیں بتائیں کہ اپنے اعمال میں سب سے زیادہ ناکام و نامراد لوگ کون ہیں؟ وہ کہ دنیا کی زندگی میں جن کی ساری سعی و جہد راہ راست سے بھٹکی رہی اور وہ سمجھتے رہے کہ وہ سب کچھ

ٹھیک کر رہے ہیں۔ (کہف ۱۰۳-۱۰۴)

حضرت سعدؓ ابن ابی وقاص اور دیگر سلف کا قول ہے کہ یہ آیت خانقاہوں اور جنگلوں میں رہنے والوں کے حق میں نازل ہوئی ہے۔ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ و تابعین اسے خوارج اور اہلِ بدعت و ضلالت سے متعلق سمجھتے ہیں، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

هَلْ أُنَبِّئُكُمْ عَلَىٰ مَنْ تَنَزَّلُ الشَّيَاطِينُ ۝ تَنَزَّلُ عَلَىٰ كُلِّ أَفَّاكٍ أَثِيمٍ (الشعراء ۲۲۱-۲۲۲)

لوگو! کیا میں تمہیں بتاؤں کہ شیطان کس پر اترا کرتے ہیں۔ وہ ہر جعل ساز اور بدکار پر اترا کرتے ہیں۔

لَنَسْفَعًا بِالنَّاصِيَةِ ۝ نَاصِيَةٍ كَاذِبَةٍ خَاطِئَةٍ (علق ۱۵-۱۶)

تو ہم اس کی پیشانی کے بال پکڑ کر اسے کھینچیں گے اس پیشانی کو جو جھوٹی اور سخت خطا کار ہے۔

جو شخص امورِ دین میں بغیر علم کے گفتگو کرتا ہے، وہ جھوٹا ہے اگرچہ وہ قصداً ایسا نہ کرے۔ اس کی تائید صحیحین کی اس حدیث سے ہوتی ہے جسے سبیعہ اسلمیہ رضی اللہ عنہا نے بیان فرمایا ہے، یہ سعد بن خولہ رضی اللہ عنہ کی بیوی تھی، جو حجۃ الوداع میں فوت ہو گئے تھے اور یہ حاملہ تھیں، شوہر کی وفات کے چند ہی دنوں بعد وضع حمل ہو گیا۔ جس پر ابو السنابل بن بعکک نے کہا کہ تم ابھی نکاح ثانی نہیں کر سکتیں جب تک تمہاری دوسری عدت (چار ماہ دس دن) نہ گزر جائے، صحابیہ کے سوال پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: كَذَبَ أَبُو السَّنَابِلِ حَلَلْتِ فَانْكِحِي (ابو السنابل جھوٹ کہتا ہے تم ابھی نکاح کر سکتی ہو)

— اسی طرح جب سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ لوگ کہتے ہیں کہ عامرؓ نے

چونکہ خودکشی کی ہے اس لئے اس کے تمام اعمال بیکار ہو گئے تو نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا: کَذَبَ مَنْ قَالَهَا اِنَّهٗ لَجَاهِدٌ مُجَاهِدٌ (جس نے یہ بات کہی ہے وہ جھوٹا ہے عامر تو غازی اور مجاہد ہے)

اس واقعہ میں کہنے والے نے قصداً جھوٹ نہیں بولا تھا بلکہ دوسری حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ حضرت اسیدؓ بن حضیر تھے جو نہایت نیک اور صالح صحابی تھے، جب انھوں نے بغیر علم کے مسئلہ بیان کیا تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلّم نے انہیں جھوٹا کہا۔

اجتہادِ صحابہ

جناب ابو بکر صدیق اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما اور دیگر صحابہ کرام جب کسی مسئلہ میں اپنے اجتہاد سے حکم فرماتے تو ساتھ ہی ارشاد فرما دیتے: " اگر یہ حکم درست ہے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اگر غلط ہے تو یہ غلطی میری جانب سے ہے اور القاءِ شیطان ہے، اللہ اور رسولؐ اس سے بری الذمہ ہیں "

غور کیجئے اکابر صحابہ اجتہادی غلطی کو بھی شیطان کی جانب منسوب کرتے تھے جبکہ مجتہد خطا کار کو بخشش کے علاوہ ثواب کا استحقاق بھی حاصل ہے لیکن جو شخص بغیر صحیح اجتہاد اور دلیل کے دین کے بارے میں گفتگو کرتا ہے تو اس کی یہ گفتگو کہاں تک جائز اور درست ہوگی، کیا اس کی یہ غلطی شیطانی تصرف کا نتیجہ نہ ہوگی۔ ایسا شخص اگر تائب نہ ہوگا تو وہ قابل مؤاخذہ اور سزا کا حق دار ہوگا لیکن مجتہد کی غلطی اگرچہ وہ بھی شیطان کی جانب منسوب ہے، لیکن اس پر اللہ تعالیٰ مؤاخذہ نہیں فرماتا جیسا کہ احتلام اور نسیان وغیرہ جنہیں شیطان کی جانب منسوب کیا گیا ہے اور جو قابل گرفت نہیں۔

جو شخص بغیر علم کے دین کے بارے میں گفتگو کرتا ہے تو وہ جھوٹا اور گنہگار ہے اگرچہ وہ اس غلطی کے علاوہ کتنی ہی نیکیوں کا مالک ہو۔ اسکی وجہ شیطانی تصرف ہے جو ہر شخص پر اسکی شیطان سے مطابقت کے مطابق ہوتا ہے۔ انسان جتنا اللہ اور رسول کا مطیع ہو گا اور اس کے اعمال میں خلوص ہو گا اتنا ہی وہ شیطان سے دور ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

إِنَّ عِبَادِي لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطَانٌ — بے شک جو میرے حقیقی بندے ہیں ان پر تیرا بس نہ چلے گا۔
(الحجر ۴۲)

اللہ کے بندے صرف وہی ہیں جو اس کی عبادت، فرائض و مستحبات انبیاء کی تعلیم کے مطابق ادا کرتے ہیں لیکن جو لوگ انبیاء کی تعلیمات کو چھوڑ کر اپنی مرضی کے مطابق عبادت کرتے ہیں وہ درحقیقت شیطان کی عبادت کرتے ہیں۔ اس حقیقت کو اللہ تعالےٰ نے اس آیت میں بیان فرمایا ہے:

أَلَمْ أَعْهَدْ إِلَيْكُمْ يَا بَنِي آدَمَ أَنْ لَا تَعْبُدُوا الشَّيْطَانَ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُبِينٌ وَأَنِ اعْبُدُونِي هَٰذَا صِرَاطٌ مُسْتَقِيمٌ وَلَقَدْ أَضَلَّ مِنْكُمْ جِبِلًّا كَثِيرًا أَفَلَمْ تَكُونُوا تَعْقِلُونَ

آدم کے بچو! کیا میں نے تم کو ہدایت نہ کی تھی کہ شیطان کی بندگی نہ کرو وہ تمہارا کھلا دشمن ہے اور میری ہی بندگی کرو یہ سیدھا راستہ ہے مگر اس کے باوجود اس نے تم میں سے ایک گروہ کثیر کو گمراہ کر دیا۔ کیا تم عقل نہیں رکھتے تھے۔

(یٰس ۶۱-۶۲)

جو لوگ شیطان کی پرستش کرتے ہیں۔ ان کی اکثریت اس بات سے ناواقف

ہے کہ وہ شیطان کی عبادت کرتے ہیں۔ بلکہ وہ اپنے خیال میں ملائکہ یا صالحین کی عبادت کرتے ہیں جو لوگ ملائکہ یا صالحین کو مشکلات میں پکارتے ہیں یا انہیں تعظیماً سجدے کرتے ہیں وہ اصل میں شیطان ہی کی عبادت کرتے ہیں اگرچہ وہ اپنے خیال میں اسے توسّل کا نام دیتے ہوں یا شفاعت کا۔

وَیَوْمَ یَحْشُرُهُمْ جَمِیْعًا ثُمَّ	اور جس دن وہ تمام انسانوں کو جمع کریگا
یَقُوْلُ لِلْمَلٰٓئِکَةِ اَهٰٓؤُلَآءِ اِیَّاکُمْ	پھر فرشتوں سے پوچھے گا کیا یہ لوگ
کَانُوْا یَعْبُدُوْنَ قَالُوْا سُبْحٰنَکَ	تمہاری ہی عبادت کیا کرتے تھے؟ تو وہ
اَنْتَ وَلِیُّنَا مِنْ دُوْنِهِمْ بَلْ کَانُوْا	جواب دیں گے کہ پاک ہے آپ کی ذات،
یَعْبُدُوْنَ الْجِنَّ اَکْثَرُهُمْ بِهِمْ	ہمارا تعلق تو آپ سے ہے نہ کہ ان سے، دراصل
مُّؤْمِنُوْنَ ۔	یہ ہماری نہیں بلکہ جنوں کی عبادت کرتے تھے
(سبا. ۴۰-۴۱)	اکثر ان ہی پر ایمان لاتے ہوئے تھے۔

نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک حدیث میں ارشاد فرمایا ہے "سورج کے طلوع اور غروب ہونے کے وقت نماز نہ پڑھو کیونکہ ان وقتوں میں شیطان اس کے ساتھ ہوتا ہے اگرچہ سورج کی پرستش کرنے والے اپنے خیال میں سورج کی پرستش کرتے ہیں، لیکن اصل میں یہ عبادت شیطان کے لئے ہوتی ہے اسی طرح ان لوگوں کا بھی طریقہ ہے جو ستاروں کی عبادت کرتے ان کو پکارتے، ان سے دعا ومناجات کرتے اور بوقت دعوت خاص قسم کے کھانے اور لباس پہنتے ہیں۔ مخصوص قسم کی دھونی دیتے ہیں اور تبرکات پیش کرتے اور تسبیحات پڑھتے ہیں۔ جن کی تفاصیل مشرقی نے اپنی کتاب

"سرِ مکتوم" میں اور بونی مغربی نے اپنی تصنیف "شعلۂ نورانیہ" میں پیش کی ہیں۔

ایسے لوگ جو اپنے آپ کو عامل کہلاتے ہیں۔ ان پر ایک خاص قسم کی روحوں کا نزول ہوتا ہے جو ان سے مخاطب ہو کر بعض غیبی امور کے متعلق اطلاع دیتی ہیں اور ان کی بعض حاجات کو پورا کرتی ہیں۔ اس بات کو وہ روحانیت کواکب کا نام دیتے ہیں۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ یہ فرشتے ہیں جو مدد کرتے ہیں حقیقتاً یہ سب شیطان ہی کی کارگزاری ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَمَنْ يَعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَيِّضْ لَهٗ شَيْطَانًا فَهُوَ لَهٗ قَرِينٌ۔ (الزخرف ۳۶)	جو شخص رحمان کے ذکر سے تغافل برتتا ہے، ہم اس پر ایک شیطان مسلط کر دیتے ہیں، وہ اس کا رفیق بن جاتا ہے۔

اللہ کے ذکر سے مراد کتاب و سنّت ہے جس کے متعلق ارشاد خداوندی ہے:

وَاذْكُرُوا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَمَا أَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِنَ الْكِتَابِ وَالْحِكْمَةِ يَعِظُكُمْ بِهٖ (بقرہ ۲۳۱)	اور بھول نہ جاؤ کہ اللہ نے کس نعمتِ عظمیٰ سے تمہیں سرفراز کیا ہے وہ تمہیں نصیحت کرتا ہے کہ جو کتاب و حکمت اس نے تم پر نازل کی ہے اس کا احترام ملحوظ رکھو۔

دوسری آیت میں ہے:

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ	درحقیقت اہلِ ایمان پر تو اللہ نے یہ

اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ (آل عمران ۱۶۴)	بہت بڑا احسان کیا ہے کہ ان کے درمیان خود انہی میں سے ایک ایسا پیغمبر اٹھایا جو اس کی آیات انہیں سناتا ہے ان کی زندگیوں کو سنوارتا ہے اور ان کو کتاب اور دانائی کی تعلیم دیتا ہے۔

یہ وہی ذکر ہے جس کے متعلق ارشاد ربانی ہے:

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ۔ (الحجر ۹)	یہ ذکر اس کو ہم نے نازل کیا ہے اور ہم خود اس کے نگہبان ہیں۔

تارکِ کتاب وسنّت

جو کوئی کتاب وسنت کو چھوڑ کر دوسرا راستہ اختیار کرے گا تو ہم ایک شیطان کو اس کے ساتھ کر دیں گے۔ اس کی منافعت کی بنا پر وہ اولیاء الشیطان کی جماعت میں داخل ہوگا۔ بعض اوقات ان کا عمل رضاءِ الٰہی کے مطابق ہوتا ہے اور دوسرے اوقات میں وہ شیطان کی مرضی پر چلنے لگتے ہیں۔ ایسے لوگوں پر جو پہلو غالب ہو اسی کے احکام ان پر جاری ہوں گے۔

حذیفہ بن یمانؓ کا قول ہے کہ قلوب کی چار قسمیں ہوتی ہیں۔

۱۔ ایسا دل جس میں ایمان کی مشعل روشن ہو، یہ اہل ایمان کا دل ہے۔

۲۔ جس پر پردے اور غلاف پڑے ہوئے ہیں، یہ کافر کا دل ہے۔ جیسا کہ

یہود کے متعلق ذکر ہوا ہے کہ وہ کہتے ہیں ہمارے دلوں پر پردہ پڑا ہوا ہے، بلکہ اللہ تعالےٰ نے ان پر چھپر لگادی ہے اور اسی طرح جو آدمی سستی سے تین مرتبہ نماز جمعہ چھوڑ دے۔

۳۔ تیسرا اُلٹا اور اُوندھا دل یہ منافق کا دل ہے۔

۴۔ وہ دل جس میں دو مادے موجود ہوتے ہیں۔ ایک مادہ ایمانی طاقت کو بڑھاتا ہے اور دوسرا اس میں نفاق پیدا کرتا ہے۔ جو نسا مادہ غالب ہوگا اسی کا حکم جاری ہوگا۔

مسند احمد بن حنبل میں اس مضمون کی ایک مرفوع حدیث بھی موجود ہے، صحیحین میں حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص کا بیان ہے کہ سرورِ عالم صلے اللہ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا:

أَرْبَعٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ كَانَ مُنَافِقًا خَالِصًا وَمَنْ كَانَ فِيهِ خَصْلَةٌ مِنْهُنَّ كَانَتْ فِيهِ خَصْلَةٌ مِنَ النِّفَاقِ حَتَّى يَدَعَهَا إِذَا أُؤْتُمِنَ خَانَ وَإِذَا حَدَّثَ كَذَبَ وَإِذَا عَاهَدَ غَدَرَ وَإِذَا خَاصَمَ فَجَرَ۔	چار خصلتیں ایسی ہیں جو کسی کے اندر یکجا ہوں تو وہ پکا منافق ہوتا ہے۔ اگر کسی میں ایک خصلت ہو تو اس میں نفاق کی ایک خصلت ہوگی ۔ جب امین بنایا جائے تو خیانت کرے ۔ بات کرے تو جھوٹ بولے ۔ جب معاہدہ کرے تو عہد شکنی کرے ۔ جب جھگڑے تو حد سے تجاوز کر جائے۔

اس حدیث نبوی سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر کسی دل میں ایمان بھی ہو اور ساتھ

ہی نفاق کی خصلت بھی ہو تو پہلی وجہ سے وہ اللہ کا دوست اور دوسری
وجہ سے دشمن تصور ہو گا۔

جو باتیں اس سے خلاف عادت صادر ہوں، ہو سکتا ہے کہ وہ اس کے
ایمان اور تقویٰ کی بنا پر کرامات اولیاء سے ہوں اور نفاق اور عداوت کی وجہ
سے احوالِ شیطانی ہوں۔

اسی لئے اللہ تعالےٰ نے ہمیں حکم دیا ہے کہ ہر نماز میں ان الفاظ سے دعا
کریں۔

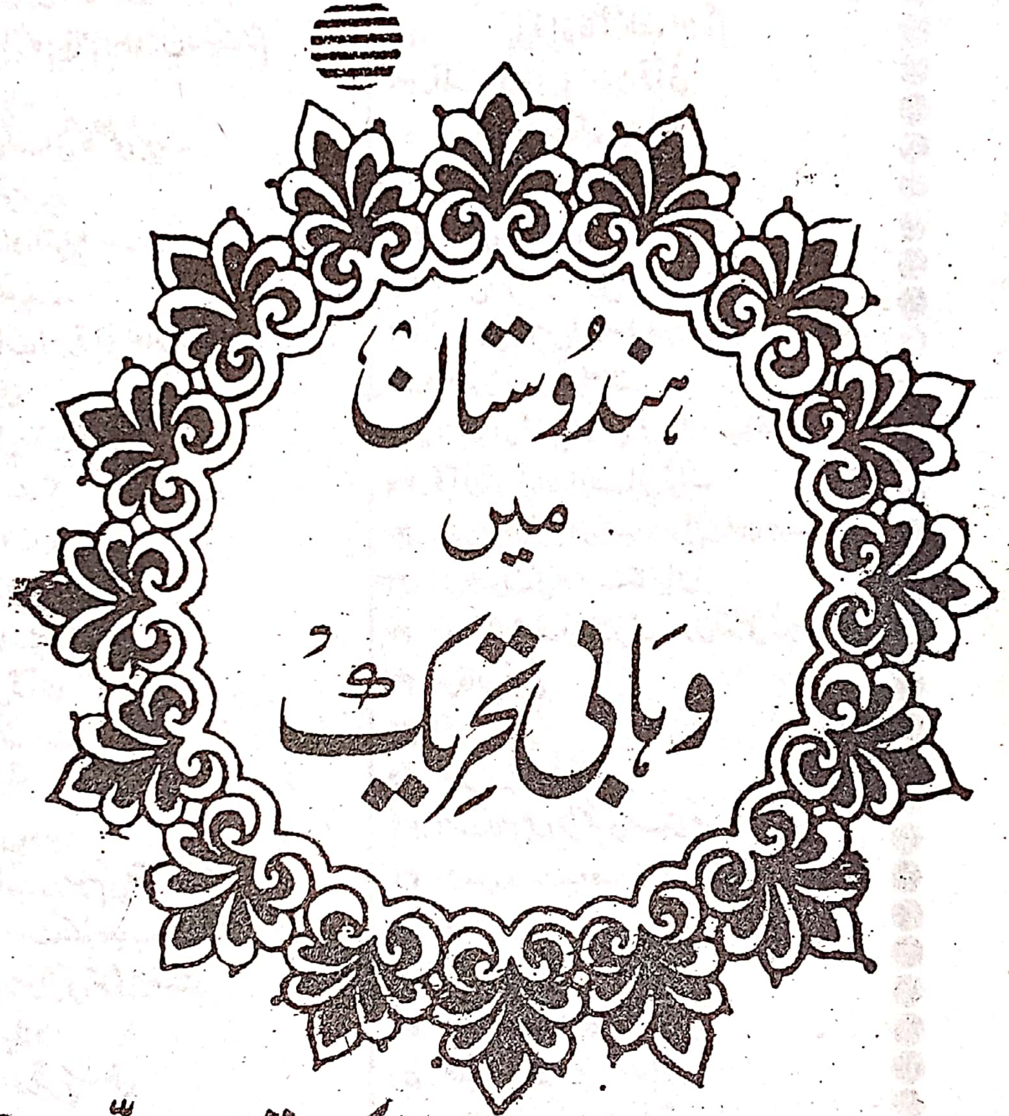
اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ	ہمیں سیدھا راستہ دکھا، ان
صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ	لوگوں کا راستہ جن پر تو نے انعام کیا جو
عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ	معتوب نہیں ہوئے جو بھٹکے ہوئے نہیں ہیں
وَلَا الضَّالِّيْنَ	(فاتحہ ۵۔۷)

"مَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ" وہ لوگ ہیں جو سچائی کو جانتے ہوئے بھی اسکے
خلاف عمل کرتے ہیں اور ضَالُّوْنَ وہ ہیں جو بغیر علم کے اللہ کی عبادت کرتے
ہیں، جو لوگ خواہشاتِ نفسانی کی پیروی کرتے ہیں یا اپنے ذوق اور وجدان
کے مطابق عبادت کرتے ہیں، حالانکہ وہ سمجھتے ہیں کہ یہ طریقہ کتاب و سنت
کے مخالف ہے تو وہ لوگ مَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ میں داخل ہیں، اگر وہ جہالت
کی وجہ سے ایسا کرتے ہیں تو وہ بھٹکے ہوئے ہیں۔

ہم اللہ تعالیٰ سے التجا کرتے ہیں کہ وہ ہمیں سیدھا راستہ دکھائے، ان
لوگوں کا راستہ جن پر انعام ہوا انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین کا۔ اللہ ہی

کے لئے سب تعریف ہے جو کائنات کا رب ہے اور انجام کار پرہیزگاروں کے لئے ہے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ سیدنا محمد وعلیٰ آلہٖ اجمعین



ڈاکٹر قیام الدین احمد

سلفیہ مسلم ایجوکیشنل اینڈ ریسرچ ٹرسٹ جموں و کشمیر

کی جانب سے شائع ہوکر مفت تقسیم ہونے والی کتابوں کی ایک جھلک

ملنے کا پتہ: مکتبہ مسلم بربر شاہ سری نگر ۱۹۰۰۰۱ (کشمیر)

ہم وہی اسلام چاہتے ہیں جس کا عملی نمونہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پیش کیا ہے۔ _______ جمعیۃ اہل حدیث جموں و کشمیر

****

ایک مرتبہ کسی شخص نے امام ابوحنیفہؒ سے معلوم کیا کہ آپ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کی مخالفت کرتے ہیں؟

امام ابوحنیفہؒ نے جواب دیا:

"ایسے شخص پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کی مخالفت کرے۔ اللہ تعالیٰ نے ان ہی کے ذریعہ ہمیں عزت بخشی ہے اور ان ہی کے باعث عذاب جہنم سے بچایا ہے۔"

(الانتقاء لابن عبد البر ص ۱۴۰، ۱۴۱)